OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0187, PP: 366-382

جدید فقہی مسائل میں "کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری و نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری" کے منہج کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

A Comparative and Analytical Study of the Methodology of Kashf Al-Bari Amma Fi Sahih Al-Bukhari and Nemat Al-Bari Fi Sharh Sahih Al-Bukhari in Modern Jurisprudential Issues

Published:
01-06-2022
Accepted:
15-05-2022
Received:
31-12-2021

Abdul-Quddus
PhD. Scholar, Department of Islamic Studies,
University of Lahore
Email: abulqadoos@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-9910-8841

Dr. Hafiz Muhammad Shabbir Ahmad
Assistant professor, Department of Islamic Studies,
University of Lahore
Email: Shabbir.ahmad@ais.uol.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-6211-6696

Dr. Hafiz Abid-Ur-Rehman
Lecturer, Department of Translation Studies,
Islamia University Bahawalpur
Email: mabid.rehman@iub.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-0186-0315

Abstract

Sahih Bukhari is the work of Imam Muhammad bin Ismail Al-Bukhari. Two important commentaries on this subject which have been compiled by two famous and big Islamic scholars of Pakistan, one of which is Kashf al-Bari Amma fi Sahih al-Bukhari by Shaykh-ul-Hadeeth Maulana Saleemullah Khan and the other Naimat al-Bari fi Sharh Sahih Bukhari by Allama Ghulam Rasool Saeedi. They have tarnished this worldly life, but their treasure of knowledge and the ongoing charity of the service of the Prophet's Hadith will continue to be a source of reward for them for the rest of their lives. This research paper compares the methodology and style of the two commentaries in order to find out how the two scholars have worked on the interpretation of the hadith. With the passage of time, new problems arise in human life and it is very important for a Muslim to take the solution of these problems from the Qur'an and Sunnah. This article examines the method adopted by both Islamic scholars in Kashf al-

Bari and Naamat al-Bari for the solution of modern jurisprudential issues and how modern jurisprudential issues are explained in the light of hadith. Both commentators belong to Hanafi jurisprudence and both scholars have elaborated on the solution of modern jurisprudential issues in the light of the hadith of the Prophet(PBUH). The two commentators also discuss modern issues, but comparatively, modern issues are described in more detail in Naamat al-Bari fi Sharh Sahih Bukhari than in Kashf al-Bari Ama fi Sahih al-Bukhari, and at the same time the author expresses his views. Has been written in great detail.

Keywords: *Kashaf Ul Bari, Nemat Ul Bari, Molna Saleem Ul Allah Khan, Allama Ghulam Rasool Saeedi, Hadith Explaination.*

تمہید

اسلام دین فطرت ہے۔ یہ تمام انس و جن کے لئے اللہ تعالی کا عطا کردہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشیات و اقتصادیات اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق انتہائی قیمتی اور مفید احکام و قوانین ہیں۔ اللہ تعالی نے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد کے ذریعے اپنا آخری پیغام بنی نوع انسان کی طرف بھیجا۔ اس پیغام میں زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ہدایات نازل فرمائیں۔ انسان کی تخلیق کے بعد اللہ تعالی نے انسان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ اسکی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء کا سلسلہ قائم کیا جنہوں نے اللہ تعالی کے احکامات کو اس کے بندوں تک پہنچایا۔ جب انبیاء کا سلسلہ حضور ﷺ پر اختتام کو پہنچا تو بار نبوت کی ذمہ داری اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ اللہ تعالی نے امت محمدیہ کو سونپ دیا اور علماء کو انبیا کا وارث قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: " العلماء ورثۃ الانبیاء " (علماء انبیاء کے وارث ہیں) اس وراثت کو سنبھالنے اور اس فریضہ کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کی شرعی علوم کو سیکھا اور سکھایا جائے اور شرعی علوم کو حاصل کرنا ایک ضروری امر ہے کیونکہ اس علم سے بڑھ کر کوئی افضل علم نہیں۔ اس لیے ہمارے اسلاف نے علم کو حاصل کرنے کا خاص اہتمام کیا جس کی واضح دلیل ان کے ہمارے لئے چھوڑے گئے علمی ذخائر ہیں۔ علماء کو انبیاء کی وراثت سے علم ملا اور انہی علماء کو اللہ تعالی نے دین متین کا امین بنایا اور ان کا انتخاب کیا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے مسائل و معاملات کے حل کے لیے ان سے رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ "[1]

"اور جب ان کے پاس کوئی معاملہ امن یا خوف کا آئے تو وہ اس کا چرچا کر دیتے ہیں، اگر وہ اس معاملے کو رسول اللہ ﷺ اور اپنے صاحبِ بصیرت لوگوں کے سامنے پیش کر دیتے تو معاملات کی تہہ تک پہنچ جانے والے یہ لوگ ضرور اس معاملے کی حقیقت کو جان لیتے۔"

یہ حقیقت ہے کہ قرآن و سنت نے اصولی مباحث کو قطعیت کے ساتھ طے کر دیا ہے جبکہ فروعی مباحث اور نئے پیش آمدہ مسائل کو انسانی فہم و شعور پر چھوڑ دیا ہے اور اس معاملے میں رہنمائی کے لیے قرآن و سنت کو منبع و مدار قرار دیا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کے سوا ہر انسان سے فروعی مباحث اور نئے پیش آمدہ مسائل کے حل میں فکری خطا کا شائبہ موجود رہتا ہے۔اور اسی لیے انسانی فکر و نظر میں غلطی کا امکان بھی پایا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے عظیم اسلاف نے فروعی اور پیش آمدہ مسائل میں رد و قبول کو دلائلِ شرعیہ کے ساتھ جاری رکھا۔

خالق کائنات نے پہلا انسان تخلیق کیا تو اسی وقت اسے اپنا نائب اور پیغمبر بھی منتخب کیا۔ اللہ تعالی نے ایک لحظہ کے لئے بھی انسان کو اپنی ہدایت سے محروم نہیں فرمایا۔ ہدایت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔ تاہم اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ نبوت کے سلسلہ کا اختتام ہدایت الہی کا اختتام ہو۔ بلکہ یہ ہدایت قرآن وسنت کی شکل میں تا قیامت قائم رہی گی۔

تاہم یہ بھی واضح ہے کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے نئے معاصر مسائل کا پیدا ہونا بھی قانون فطرت ہے سو ان مسائل کے حل کے لیے اللہ تعالی نے علماء کی جماعت کو پیدا کیا اور ان کے سینوں کا قرآن وحدیث کے علوم کی ترویج کے لیے انتخاب کیا تاکہ ان علماء کے ذریعہ ہر دور کے جدید فقہی مسائل کا حل نکلتا رہے۔

حدیث نبوی ہی اس دور میں ایک ایسی صحیح میزان ہے جس میں ہر دور کے مصلحین و مجددین اس امت کے اعمال وعقائد، رجحانات وخیالات کو تول سکتے ہیں اور امت کے طویل تاریخی وعالمی سفر میں پیش آنے والے تغیرات وانحرافات سے واقف ہو سکتے ہیں، اخلاق واعمال میں کامل اعتدال وتوازن اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قرآن وحدیث بیک وقت سامنے نہ رکھے جائیں، اگر حدیث نبوی کا وہ ذخیرہ نہ ہوتا جو معتدل، کامل ومتوازن زندگی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے اور وہ حکیمانہ نبوی تعلیمات نہ ہوتیں اور یہ احکام نہ ہوتے جن کی پابندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرہ سے کرائی تو یہ امت افراط وتفریط کا شکار ہو کر رہ جاتی یہ حدیث اور ان بزرگوں شارحین کی برکات ہی ہیں کہ آج ہمیں ہر دور میں مسائل سے آگاہی ہوتی ہے۔

اس آرٹیکل میں صحیح بخاری کی دو اہم شروحات "کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری از مولانا سلیم اللہ خانؒ اور نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری از علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے جدید فقہی مسائل میں منہج کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اس تحقیقی مقالہ میں مندرجہ ذیل امور کو زیرِ بحث لایا جائے گا:

شارحین کے مختصر حالات اور ان کی شروحات کا جامع تعارف۔

جدید فقہی مسائل میں شارحین نے کس طرح سے مسائل کا استنباط کیا ہے؟

اور پھر دونوں شارحین کے منہج کا تقابلی اور تجزیاتی انداز میں مطالعہ۔

کشف الباری عمانی صحیح البخاری اور نعمۃ الباری میں شارحین نے جدید فقہی اور معاصر مسائل کے حوالے سے جو اسلوب اختیار کیا ہے اس کو بیان کیا گیا ہے۔

شارحین کا مختصر تعارف:

مولانا شیخ سلیم اللہ خانؒ (دسمبر 1926ء-14 جنوری 2017) ہندوستان کے ضلع مظفر نگر کے مشہور قصبہ حسن پور لوہاری کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔آپ کا تعلق خیبر پختون خواہ کے خیبر ایجنسی کے آفریدی پٹھانوں کے ایک خاندان ملک دین خیل سے ہے۔آپ کے اساتذہ میں سے مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت مولانا اعزاز علی صاحب، مولانا محمد ادریس

کاندھلوی، مولانا عبد الخالق ملتانی، مولانا عبد الحق صاحب (بانی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور مولانا مسیح اللہ خان صاحب وغیرہ تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مفتاح العلوم جلال آباد (انڈیا)، دار العلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار (سندھ)، دار العلوم کراچی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور آخر میں اپنے قائم کردہ مدرسہ 1967ء جامعہ فاروقیہ کراچی میں دینی و علمی خدمات انجام دیتے رہے۔آپ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پیشاوری کے خلیفہ مجاز تھے۔آپ کی تصنیفات میں سے کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری زیادہ نمایاں ہے۔ وفاق المدارس العربیہ کی طویل عرصہ تک صدارت کے ذمہ داری اور شاندار خدمات کے اعتراف میں 2004ء سعودی حکومت نے وفاق المدارس کو "خدمت قرآن کریم انٹرنیشنل ایوارڈ سے نوازا۔ کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری کے تقریری افادات پر مشتمل مرتب و محقق وہ لاثانی مجموعہ ہے جس کے تمام معاصر علماء معترف ہیں۔

کشف الباری عمافی صحیح البخاری کا تعارف:

کشف الباری عمافی صحیح البخاری حضرت شیخ کے الجامع الصحیح للبخاری کے تقریری افادات پر مشتمل مرتب و محقق بے مثال اور بے نظیر مجموعہ ہے۔اس بے مثال شرح کے وجود میں آنے کا پس منظر یہ ہے کہ 1986-1987ء میں جب موجودہ دور کے مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں دورہ حدیث کیا تو اس سال حضرت شیخ کے درس بخاری کو مکمل ریکارڈ کیا گیا، جو تقریباً چار سو سے بھی زائد کیسٹوں پر مشتمل تھا، بعد ازاں ان کیسٹوں سے مکمل تقریر قلم بند کر لی گئی۔ پھر اس تقریر پر تحقیق و ترتیب اور تعلیق کا کام شروع ہوا، اس عظیم کام کیلئے مولانا ابن الحسن عباسی زید مجدہ سے لے کر اب تک کئی حضرات اہل علم اس سعادت کو حاصل کرتے رہے، جس کے نتیجے میں تاحال بائیس جلدیں منظرِ عام پر آ کر مقبولیت عامہ وخاصہ حاصل کر چکی ہیں۔ان مطبوعہ بائیس جلدوں پر محققین کے کام کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مولانا ابن الحسن عباسی کی تحقیق سے کل چھ جلدیں منظر عام پر آئی ہیں، جن میں تمام مباحث صحیح بخاری جلد ثانی کی ہیں ،ان میں: کتاب المغازی، کتاب التفسیر، کتاب فضائل القرآن، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب النفقات، کتاب الاطعمہ، کتاب العقیقہ، کتاب الذبائح والصید، کتاب الاستیذان، کتاب الرقاق، کتاب الدعوات، کتاب الطب، کتاب اللباس اور کتاب الادب شامل ہیں۔

مولانا نور البشر زید مجدہ کی تحقیق سے پانچ جلدیں منظر عام پر آئی ہیں، ان پانچ جلدوں کی تمام مباحث صحیح البخاری، جلد اول کی بالکل ابتدائی مباحث ہیں، ان میں: کتاب بدء الوحی، کتاب الایمان جلد اول و جلد دوم، کتاب العلم جلد سوم، کتاب العلم جلد چہارم اور کتاب الوضوء جلد اول شامل ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن عظیمی کے قلم سے "کتاب فضائل الصحابہ" کے ابتدائی 23 /ابواب پر کام ہوا۔ مفتی محمد مزمل سلاوٹ کے قلم سے "کتاب البیوع" کی کتاب السلم، کتاب الشفعہ، کتاب الاجارہ، کتاب الحوالہ، کتاب الکفالہ، کتاب الوکالہ، کتاب الحرث، کتاب المزارعہ، کتاب المساقاۃ، پر کام ہوا۔ مفتی حبیب حسین کے قلم سے "کتاب الجہاد" کی ایک جلد پر مکمل اور "کتاب احادیث الانبیاء" پر نامکمل کام ہوا۔ مولانا حبیب اللہ زکریا کے قلم سے تین جلدیں منظر عام پر آ چکی ہیں، جن میں "کتاب الجہاد" کی دو جلدیں اور "کتاب بدء الخلق" ہے۔ مفتی عارف محمود نے "کتاب الغسل"، جلد اول پر کام کیا۔ مفتی مبارک علی نے "کتاب الحیض" پر کام مکمل کیا، اس کے بعد مفتی حبیب حسین والے کام "کتاب الانبیاء" کی تکمیل بھی کی۔ مفتی امان اللہ نے "کتاب التیمم" پر کام کیا۔ محمد راشد ڈسکوی نے "کتاب الصلاۃ"، جلد اول پر کام کیا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء بروز جمعۃ المبارک ہندوستان کے شہر

دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۱۹۴۷ میں اپنے والدین کے ساتھ پاکستان ہجرت کی اور ایک پرنٹنگ پریس میں محنت مزدوری کی۔ اسی دوران اللہ تعالی نے آپ کے دل کو علوم دینیہ کی طرف مائل فرمایا تو آپ نے جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان، جامعہ سراج العلوم خانپور، جامعہ نعیمیہ لاہور، دارالعلوم امدادیہ مظہریہ بندیال اور جامعہ قادریہ فیصل آباد سے علومِ دینیہ کی تکمیل کی۔ ۱۹۵۸ء میں غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ ۱۹۶۶ء میں آپ نے لاہور سے اپنی دینی خدمات کا آغاز کیا۔ پوری زندگی تعلیم و تدریس میں گزاری۔ آپ نے تفسیر تبیان القرآن، تفسیر تبیان الفرقان، نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری، نعم الباری شرح صحیح بخاری اور شرح صحیح مسلم جیسی شہرۂ آفاق کتب تحریر کیں۔ آپ کا انتقال ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بمطابق ۴ فروری ۲۰۱۶ء شب جمعہ کراچی میں ہوا۔ جامعہ نعیمیہ کے نزدیک جامع مسجد اقصیٰ کے احاطے میں آپ کی تدفین کی گئی۔

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری:

"نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری" سولہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی سات جلدیں "نعمۃ الباری" کے نام سے فرید بک سٹال لاہور نے شائع کیں جبکہ باقی نو جلدیں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی نے "نعم الباری" کے نام سے شائع کی ہیں۔ علامہ سعیدیؒ نے 18 جنوری 2006ء کو اس شرح کی تالیف کا آغاز کیا اور اس کی تکمیل یکم مئی 2014ء کو ہوئی، ہر جلد کے آغاز میں تقریباً 50 صفحات پر مشتمل اس کی فہرست ہوتی ہے، اس کے بعد ایک صفحہ پر مشتمل خطبۃ الکتاب ہے جو عربی اور اردو دونوں زبانوں میں ہے۔ پہلی جلد کے آغاز میں کتاب کا مقدمہ تقریباً 70 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جس کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ حدیث کی ضرورت، حجیت و تدوین، کتب حدیث، ارباب حدیث، غیر صحیح کی تحقیق، متن اور سند کے احکام، حدیث ضعیف، حدیث موضوع اور احادیث سے ثابت ہونے والے امور کی تفصیل کے بارے میں ہے، جبکہ دوسرے حصہ میں امام بخاریؒ کی سوانح، صحیح بخاری کا تعارف، سببِ تالیف، وجہ تسمیہ، مقبولیت، شرائط، تعلیقات، مکررات، تقطیعات، مرویات، تراجم ابواب، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا موازنہ، تسامحات بخاری، سند و متن، استنباط مسائل، فتح الباری اور عمدۃ القاری کا موازنہ، دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے کی جانے والی صحیح بخاری کی شروح اور علمائے اہل سنت کی طرف سے کی جانے والی شروحات کا تعارف کروایا گیا ہے۔ ہر جلد کے آخر میں مآخذ و مراجع کی مفصل فہرست اور ہر فن کی کتاب کو موضوع کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے، مثلاً کتب احادیث، کتب تفاسیر، کتب احادیث اور شروح احادیث، کتب اصول احادیث، کتب اسماء الرجال، کتب لغت، کتب تاریخ، کتب سیرت و فضائل، کتب فقہ حنفی، کتب فقہ شافعی، کتب فقہ مالکی، کتب فقہ حنبلی، کتب شیعہ، کتب عقائد و کلام اور کتب متفرقات شامل ہیں۔ ان کی ترتیب میں مصنفین کی سنین وفات کا لحاظ بھی رکھا گیا ہے۔ ہر جلد کے اختتام پر اس کی ڈائری بھی تحریر کی گئی ہے۔

شروحات کے عمومی منہج کا تقابلی جائزہ:

علامہ غلام رسول سعیدی نے عام طور پر ترجمۃ الباب کی مختصر تشریح کی ہے، ترجمۃ الباب کی تشریح کرتے ہوئے یہ وضاحت نہیں کی کہ ترجمۃ الباب کو میں نے کسی کتاب سے اخذ کیا ہے۔ اگر ترجمۃ الباب میں نسخوں کا اختلاف ہو تو بعض اوقات اس کی نشاندہی کی ہے۔ سابقہ شروح بخاری یا تراجم بخاری کا حوالہ بھی کبھار دیا ہے۔ عموماً سابقہ ابواب کے ساتھ رابط و مناسبت بیان کرتے ہیں لیکن مابعد کے ساتھ ربط بہت کم بیان فرمایا ہے۔ جبکہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ نے ترجمہ الباب کی مکمل

تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ شیخ نے اس بات کی بھی نشاندہی کی ہے کہ ترجمہ الباب کو میں نے فلاں کتاب سے اخذ کیا ہے۔ اگر ترجمۃ الباب کے نسخوں میں اختلاف ہو تو ان نسخوں کا حوالہ بھی دیا ہے۔ عموما سابقہ ابواب کے ساتھ تراجم کی مناسبت ذکر کی ہے نیز بعض اوقات ترجمۃ الباب کا ما قبل اور مابعد دونوں کے ساتھ مناسبت بھی ذکر کرتے ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے حدیث کا ترجمہ الباب کے ساتھ ربط و مناسبت ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے لیکن یہ تشریح بہت جامع مختصر ہوتی ہے۔ جبکہ مولانا سلیم اللہ خان نے ربط حدیث کے متعلق تفصیلی اور مدلل بحث کی ہے۔ عموما جب اقوال ذکر کرتے ہیں تو ان کے نشاندہی بھی کرتے ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی نے مشابہ تراجم کے جتنے بھی اجزاء اور متعلقات ہیں سب پر مثالوں کے ساتھ تفصیلی بحث کی ہے۔ جبکہ شیخ صاحب نے بھی تفصیل سے کام لیا ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی نے شرح حدیث میں سند حدیث اور متن حدیث کے تمام متعلقات پر مختصر ابحث کرتے ہوئے علماء، فقہاء اور محدثین کے اقوال، آراء اور دلائل ذکر تو کیے ہیں لیکن کشف الباری کی نسبت کم ہیں۔

جبکہ شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے شرح حدیث فرماتے ہوئے تمام پہلوؤں پر سہل انداز میں تفصیلی بحث فرماتے ہوئے فقہاء اور محدثین کے اقوال، آراء اور دلائل اور اشکالات کے جواب تفصیلا ذکر کیے ہیں۔ علامہ غلام رسول سعیدی نے حدیث کی سند میں رواۃ کا واضح انداز میں تعارف ذکر فرمایا ہے۔ جبکہ شیخ صاحب نے رواۃ کا تفصیلا تعارف کرواتے ہیں اور ان کو الگ الگ عنوان سے بیان کرتے ہیں۔ نیز علماء کے اقوال اور ان کی کتابوں کے حوالے دینے کا تفصیلی اہتمام فرمایا ہے۔

کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری میں جدید فقہی مسائل کا اسلوب:

کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری میں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے جہاں فقہی مسائل کو نہایت مفصّل انداز میں بیان کیا ہے وہیں پر دور حاضر کے مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے تاکہ جدید معاصر تعبیرات کی تشریح کی جائے اور دور جدید کے جدید فقہی مسائل کو عوام الناس کی سہولت کے لیے اخذ کیا جائے۔

چنانچہ اسی طرح کے مسائل کو بیان کرتے ہوئے کتاب **الصلوۃ** "بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّأْمِيَّةِ" کے تحت حدیث مبارکہ کی شرح میں دور جدید کا مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ آیا کفار کے بنے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے:

> حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ:" كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: يَا مُغِيرَةُ خُذْ الْإِدَاوَةَ، فَأَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ، فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى." [2]

> ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معاویہ نے اعمش کے واسطہ سے، انہوں نے مسلم بن صبیح سے، انہوں نے مسروق بن اجدع سے، انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے، آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (غزوہ تبوک) میں تھا۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا۔ مغیرہ! پانی کی چھاگل اٹھالے۔ میں نے اسے اٹھالیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میری نظروں سے چھپ گئے۔ آپ نے قضائے حاجت کی۔ اس وقت آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ ہاتھ کھولنے کے لیے آستین اوپر چڑھانی چاہتے تھے لیکن

وہ تنگ تھی اس لیے آستین کے اندر سے ہاتھ باہر نکالا۔ میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا اور اپنے خفین پر مسح کیا۔ پھر نماز پڑھی۔

اس حدیث کی شرح سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے غیر اقوام کی مشابہت والے کپڑوں (جیسا کہ آجکل پینٹ کوٹ ٹائی وغیرہ) سے نماز پڑھنا درست ہے اور اس کی تائید میں شیخ الحدیث نے مولانا انور شاہ کشمیری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام بخاری کے اس ترجمۃ الباب کا مقصد یہی ہے کہ نماز کے وقت اگر ایسا لباس پہنا ہوا ہے جو کہ کفار کی مشابہت والا ہے تو اس طرح لباس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔[3]

اسی طرح کتاب الصلوۃ میں بَابُ إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلاَتُهُ وَمَا يُنْهَى عَنْ ذَلِكَ کے تحت حدیث مبارکہ:

حدثنا ابو معمر عبد الله بن عمرو، قال: حدثنا عبد الوارث، قال: حدثنا عبد العزيز بن صهيب، عن انس، كان قرام لعائشة سترت به جانب بيتها، فقال النبي ﷺ:" اميطي عنا قرامك هذا فإنه لا تزال تصاويره تعرض في صلاتي[4]."

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رنگین باریک پردہ تھا جسے انہوں نے اپنے گھر کے ایک طرف پردہ کے لیے لٹکا دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ اس پر نقش شدہ تصاویر برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں دور جدید کے اعتبار سے جدید مسائل کو اخذ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۔ ایسی چیز پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جس پر نمازی کی نظر پڑے اور نمازی نماز سے غافل ہو کر اس چیز میں مشغول ہو جائے۔

۲۔ لکھتے ہیں کہ ہر قسم کی تصویر پر منع ہے چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی کپڑوں پر شرٹ پر یا جائے نماز پر یا صف وغیرہ پر۔

۳۔ اہم مسئلہ بیان کیا ہے تصویر والے کپڑے پر نماز پڑھنا منع ہے اور یہ کراہت پر محمول ہے عدم جواز پر نہیں۔ یعنی نماز تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔

اور اپنے اس مسئلہ پر ابن حجرؒ کے حوالے سے فتح الباری کی عبارت نقل کی ہے:

قال الحافظ ابن حجر: دلُّ الحديث على أنّ الصلوة لا تفسد بذلک، لأنّ النبيﷺ لم يقطع الصلوة، ولم يعدها، لكنّه ذكر أنّها عرضت له، ولم يقل : انّهاقطعتها، وانّما بذلک لاستحضار الخشوع في الصلوة، و قطع دواعي الشغل۔[5]

ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ تصویر سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نماز کو توڑا نہیں اور نہ ہی لوٹایا یعنی دوبارہ پڑھا۔ یہ اس لیے فرمایا کہ اس سے نماز کا خشوع و خضوع باقی نہیں رہتا لیکن جمہور کا فتوی ہے کہ اس طرح سے نماز مکروہ ہوگی۔ ایسے کمرے میں نماز پڑھنا جہاں کسی جاندار کی تصویر یا مجسمہ موجود ہو شرعاً گناہ اور مکروہ ہے۔

یہ کراہت اس صورت میں شدید ہو جاتی ہے جب یہ تصویر نمازی کے سامنے ہو، اس کی بنسبت کم کراہت اس صورت میں ہوتی ہے جب یہ تصویر نمازی کے سر کے اوپر کی طرف ہو، پھر اس میں جو دائیں جانب ہو پھر اس میں جو بائیں جانب ہو اور

سب سے کم کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر نمازی کے پیچھے ہو۔[6]

ایسے ہی دور جدید کے مسائل میں سے آجکل اسٹاک کرنے کا رواج ہے کہ لوگ اجناس کو اسٹاک کر لیتے ہیں اور جب وہ چیز بازار میں زیادہ مہنگی ہوتی ہے تو بیچ دیتے ہیں تو شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

چنانچہ کتاب النفقات کے باب " بَابُ حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوتَ سَنَةٍ عَلَى أَهْلِهِ، وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ" کی شرح میں اس مسئلہ کو بیان کیا ہے حدیث مبارکہ :

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِي مَعْمَرٌ قَالَ لِي الثَّوْرِيُّ هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ أَوْ بَعْضِ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ يَحْضُرْنِي ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَيَحْبِسُ لِأَهْلِهِ قُوتَ سَنَتِهِمْ[7]

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، ان سے ابن عیینہ نے کہا کہ مجھ سے معمر نے بیان کیا کہ ان سے ثوری نے پوچھا کہ تم نے ایسے شخص کے بارے میں بھی سنا ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا یا سال سے کم کا خرچ جمع کر لے۔ معمر نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے یاد نہیں آیا پھر بعد میں یاد آیا کہ اس بارے میں ایک حدیث ابن شہاب نے ہم سے بیان کی تھی، ان سے مالک بن اوس نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کی روزی جمع کر دیا کرتے تھے۔

اس حدیث کی شرح میں مولانا سلیم اللہ خان نے اس مسئلہ کی وضاحت کی ہے کہ اہل وعیال کے لیے تو ایک سال کا غلہ رکھنا جائز ہے لیکن تجارت کی غرض سے اسٹاک کرنا صحیح نہیں۔

اس کی تائید حضرت عمر فاروق کی روایت سے بھی ہوتی ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ بنو نضیر کے اَموال اُن اموال میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر لوٹا دیئے تھے، مسلمانوں نے انہیں حاصل کرنے کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے تھے نہ اونٹ، یہ اموال خاص طور پر نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تصرف میں تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان اموال سے ایک سال کا خرچ نکال لیتے اور جو مال باقی بچتا اسے جہاد کی سواریوں اور ہتھیاروں کی تیاری پر خرچ کرتے تھے۔[8]

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچ جمع کیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کا دل یا آپ کے اہلِ خانہ کے دل کمزور تھے بلکہ) آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ کام (امت کے کمزور لوگوں کے لئے سنت بنانے کی خاطر ایسا کیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس بات کی خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جس طرح عزیمت) یعنی اصل حکم (پر عمل کیا جاتا ہے اسی طرح کمزور لوگوں کی دلجوئی کے لئے رخصت پر بھی عمل کیا جائے تاکہ ان کی کمزوری ان کو مایوسی تک نہ لے جائے اور وہ انتہائی درجہ تک پہنچنے سے عاجز ہونے کی وجہ سے آسان نیکی بھی چھوڑ دیں۔[9]

اس حدیث کو دیکھا جائے تو پھر کئی ایک اور سوال بھی اٹھتے ہیں کہ یہ توکل کے منافی بھی ہے کہ ایک سال کا غلہ رکھا جائے تو مولانا سلیم اللہ خان نے کشف الباری میں اس کا بہت احسن انداز میں جواب دیا ہے لکھتے ہیں :

" اس کا جواب دیا جا سکتا ہے کہ دراصل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جو غلہ آتا یا جو کھانے کی چیزیں آتی تھیں وہ عموما جو یا کھجوریں ہوتی تھیں اور عام طور پر چونکہ یہ چیزیں سال بہ سال نہیں آیا کرتی تھیں، اس لیے حضور اکرم ﷺ سال بھر سے زیادہ کا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

بہر حال حدیث کے الفاظ کو اگر دیکھا جائے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک سال کے لیے غلہ کی فراہمی کا اہتمام فرمایا ہے"[10]

کشف الباری میں جدید میڈیکل مسائل کا استنباط:

کشف الباری میں جہاں جدید فقہی مسائل کا استنباط کیا گیا ہے وہیں پر جدید طب اور میڈیکل سائنسز کو بھی شرح میں بیان کیا گیا ہے۔

اس کی مثال ہمیں کتاب الطب "بَابُ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ" کی حدیث میں ملتی ہے۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ۔[11]

مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا کہ میرے والد نے مجھ کو خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔"

آج کی میڈیکل سائنس بھی یہی کہتی ہے کہ جب بخار تیز ہو تو جسم پر ٹھنڈا پانی بہاؤ کیونکہ غسل کرنے سے جسم ٹھنڈا اور تروتازہ ہو جاتا ہے۔ خون رگوں میں دوڑنے لگ جاتا ہے۔ سر اور دماغ میں سکون پہنچتا ہے۔ جلد پر سے پسینہ وغیرہ و دیگر آلودگی صاف ہو جاتی ہے۔ بھوک کھل جاتی ہے' جسمانی پاکی کے ساتھ روحانی پاکی حاصل ہوتی ہے اور سکون ملتا ہے۔ جس دن غسل نہ کیا جائے تو سر میں گرانی محسوس ہوتی ہے۔ کچھ حرارت بھی محسوس ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب میرے گھر تشریف لائے تو انہیں سخت شدید بخار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرو سات مشکیں پانی کی لاؤ جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں وہ سب مجھ پر بہاؤ شاید میرا بخار کم ہو جائے۔ ہم نے حضور ﷺ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹب میں بٹھا دیا اور اوپر سے مشکوں کا پانی ڈالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ اشارہ فرمانے لگے بس کرو بس ... پھر آپ ﷺ باہر نکلے اور تندرست ہو گئے۔ (بخاری) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار دوزخ کی بھاپ ہے تم اس کو پانی سے بجھاؤ۔

صاحب کشف الباری نے اس کی شرح میں سوالیہ انداز اختیار کرکے اس طبّی مسئلہ کو نہایت علمی انداز میں واضح کیا ہے اور فتح الباری کے حوالے سے اس کی شرح میں ایک اشکال اٹھا کر اس کا جواب دیا۔

"لکھتے ہیں کہ یہاں پر اشکال ہو سکتا ہے کہ بخار کی بعض قسموں میں ٹھنڈا پانی جسم میں استعمال کرنا مفید نہیں ہے، خاص کر سردی لگنے کی وجہ سے جو بخار آتا ہے اس میں پانی کا استعمال نقصان دہ ہوتا ہے تو پھر حضور اکرم ﷺ نے مطلقاً یہ کیسے ارشاد فرما دیا؟"[12]

شیخ الحدیث اس جواب کو بھی فتح الباری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"اس کا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد مطلقاً ہر بخار کے لیے نہیں ہے بلکہ بخار کی ان قسموں کے متعلق ہے

جن میں پانی سے جسم کو ٹھنڈا کرنا مفید ہے، عموماً جو بخار گرمی اور گرم لُو لگنے کی وجہ سے ہوتا ہے اس میں پانی کا استعمال بہت مفید رہتا ہے، اور چونکہ حجاز گرم ہے تو وہاں کے لوگوں کو عموماً گرمی اور تپش کی وجہ سے بخار ہو جاتا تھا۔ اس لیے حضور ﷺ کا یہ ارشاد اس سے متعلق ہے ہر بخار کے بارے میں نہیں" [13]

یہ چند ایک مثالیں تھیں جن سے کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری کے جدید فقہی معاصر مسائل کا منہج بالکل واضح ہوتا ہے کہ کس طرح شیخ الحدیث کی دور جدید کے معاشی، سیاسی، طبّی اور معاشرتی مسائل پر نظر ہے اور وہ ان مسائل کو جہاں تک ممکن ہوتا ہے صحیح بخاری کی احادیث کی روشنی میں اپنی شرح کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری میں کھول کر بیان کرتے ہیں۔

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری میں جدید مسائل کا اسلوب:

نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری عصر حاضر کی ایک جامع اور مدلل شرح ہے مولف نعمۃ الباری علامہ غلام رسول سعیدی نے جہاں پر اپنی شرح کو متقدمین و متاخرین کے اقوال سے مزیّن کیا ہے تو وہیں پر علامہ سعیدی نے دور جدید کے مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری میں جدید مسائل کو خاصی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے شرعی مسائل کے استنباط و استخراج میں متقدمین اور معاصرین اہل علم سے دلائل کی بناپر اختلاف کیا ہے، آپ لکھتے ہیں: "میں نے بعض مقامات پر چند اکابر علماء کی تحقیق سے دلائل کے ساتھ اختلاف کیا ہے۔ اس پر بعض جمود پسند لوگوں نے برا منایا اور یہ کہا گیا کہ کیا یہ ان سے بڑے عالم ہیں؟ کیا ان اکابر کو ان دلائل کا علم نہیں تھا؟ علم اور تحقیق کی روشنی میں یہ بہت کمزور بات ہے۔ آخر ان اکابر نے بھی تو اپنے متقدمین اکابرین سے اختلاف کیا ہے جن کا علم و فضل مسلّم اور ان سے زیادہ تھا۔ ان میں ائمہ مجتہدین، تابعین اور صحابۂ کرام سب ہی شامل ہیں، تو کیا ان اکابر علماء کا علم ائمہ مجتہدین اور صحابہ کرام سے زیادہ تھا، یا ائمہ مجتہدین اور صحابہ کرام کو ان دلائل کا علم نہیں تھا۔ پھر یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہر دور میں تحقیق کرنے والے علماء کو جمود پسندوں سے واسطہ پڑا ہے اور وہ ان کے اعتراضات کا نشانہ بنے ہیں۔ ملا علی قاری نے ابن حجر مکی کی تحقیقات سے اختلاف کیا تو ان کو بھی ایسے اعتراضات کا سامنا کرنا پڑا۔" [14]

جدید عصری مسائل کے متعلق نعمۃ الباری کا اسلوب:

علامہ غلام رسول سعیدی نے کتاب و سنت اور علماء کے اجماع کو ہمیشہ اولیت دی۔ آپ نے اپنی تحقیق کو کتاب و سنت اور اجماع کے خلاف حجت قرار نہیں دیا۔ اس بابت آپ لکھتے ہیں:

> "میں نے جن عصری مسائل میں کوئی رائے قائم کی ہے اس کی اساس قرآن مجید، مستند احادیث اور اجماع ہے اور بعض جگہ قیاس سے بھی استدلال کیا ہے۔ تاہم اگر کسی مسئلہ میں میری رائے سنت یا اجماع کے خلاف ہو تو اصل حجت کتاب و سنت اور اجماع ہے۔ میری رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور جن مواضع میں میں نے امام اعظم کے قول یا دوسرے علمائے احناف سے اختلاف کیا ہے اس کی وجہ نظریۂ ضرورت ہے اور ہمارے فقہائے احناف نے ضرورت کی بناء پر دوسرے آئمہ کے قول پر فتویٰ دینے کو جائز قرار دیا ہے۔ یا اس (اختلافِ رائے) کی وجہ اتباعِ حدیث ہے۔
>
> اسی طرح جن بعض تراجم اور مسائل میں میں نے دوسرے علماء سے اختلاف کیا ہے ان کی بنیاد قوی دلائل ہیں تاہم اگر کوئی شخص میرے ذکر کردہ دلائل سے مطمئن نہیں ہے تو وہ جس قول کی دلیل سے مطمئن ہو اس پر عمل

کرے۔[15]

علامہ سعیدی نے عصر حاضر میں جو نئے مسائل پیش آئے ان کی وضاحت بہت مختصر اور جامع انداز میں کی ہے چنانچہ کتاب الصلوۃ میں بَابُ إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلاَتُهُ وَمَا يُنْهَى عَنْ ذَلِكَ کے تحت حدیث مبارکہ:

حدثنا ابو معمر عبد الله بن عمرو، قال: حدثنا عبد الوارث، قال: حدثنا عبد العزيز بن صهيب، عن انس، كان قرام لعائشة سترت به جانب بيتها، فقال النبي ﷺ:" اميطي عنا قرامك هذا فإنه لا تزال تصاويره تعرض في صلاتي[16]."

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رنگین باریک پردہ تھا جسے انہوں نے اپنے گھر کے ایک طرف پردہ کے لیے لٹکا دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ کیونکہ اس پر نقش شدہ تصاویر برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتی رہی ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں دور جدید کے اعتبار سے جدید مسائل کو اخذ کیا ہے اور اس میں مختلف متقدّمین اور متاخرین علماء کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد تصویر کے متعلق اپنی رائے بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

" ہمارے نزدیک دینی اور معاشی ضرورت کے لیے پاسپورٹ سائز کی تصویر بنوانا جائز ہے دینی ضرورت مثلاً حج عمرہ وغیرہ کے لیے اور معاشی ضرورت جیسے بیرون ممالک میں روزگار جانے کے لیے اور ڈرائیونگ لائسنس بنوانے کے لیے تو جائز ہے البتہ شوقیہ تصویر کھنچوانے سے احتراز کرنا چاہیے"[17]

جدید میڈیکل مسائل میں نعمۃ الباری کا منہج:

علامہ سعیدیؒ نے نعمۃ الباری میں جہاں فقہی مسائل بیان کئے ہیں وہیں دور جدید کے طبّی مسائل کو بھی شرح میں بیان کیا ہے جیسا کہ انتقال خون، مادہ تولید کا رحم میں رکھوانا اور خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ۔

جیسا کہ آج کل خاندانی منصوبہ بندی کا بہت چرچا ہے۔ مختلف ادارے حکومتی سرپرستی میں لوگوں کو اس طرف راغب کرنے کے لیے سرگرم ہیں جنہیں بیرونی امداد بھی حاصل ہے، اس صورت حال میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مکمل جائز ہے اور کیا لوگوں کو اس کا پابند کرنا جائز ہے، اس بارے میں آپ لکھتے ہیں:

"خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعہ جبر تمام مسلمانوں پر لاگو کر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اول تو اس کی اباحت تمام مکاتب فقہ کے نزدیک متفقہ عالی نہیں ہے، ابن حزم اور علامہ رویانی عزل کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور بعض فقہاء کرام فقہاء کراہت کے ساتھ اس کی اجازت دیتے ہیں اور جو فقہاء اس کی بلا کراہت اجازت دیتے ہیں وہ اس کو بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط کرتے ہیں اس لئے خاندانی منصوبہ بندی کو کسی عام قانون کے ذریعہ ہر شخص پر لازم کر دینا ہے شرعا جائز نہیں ہے اور انفرادی طور پر بھی دو صورتوں میں خاندانی منصوبہ بندی اصلا جائز نہیں ہے"[18]

انفرادی طور پر ہی مل چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ امام غزالی نے اس کی تین جائز صورتیں، ایک حرام اور ایک بدعت صورت کا ذکر کیا ہے جب کہ علامہ سعیدی نے موجودہ دور کے مسائل، ضروریات اور تقاضوں کے تحت اس کی مباح اور ناجائز صورتوں میں مزید اضافہ کیا ہے۔ علامہ سعیدی نے جواز اور عدم جواز کی جو صورتیں بیان کی ہیں ان کو ذیل میں مختصر طور پر بیان کیا جا رہا ہے۔

ضبط تولید کی ناجائز صورتیں:

آپ کے نزدیک تنگی رزق کے خوف سے یا زیادہ بیٹیوں کی پیدائش کے خوف سے ضبط تولید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

ضبط تولید کی جائز صورتیں:

باندیوں سے ضبط تولید کرنا تاکہ غلامی کا سلسلہ نہ بڑھے۔

عورت کے شدید بیمار ہونے کا خطرہ ہو۔

بچوں کی تربیت اور نگہداشت میں حرج کا خطرہ ہو تو وقفہ کے لئے ضبط تولید کرنا۔

محمل اور وضع حمل کے دوران انسان بعض صورتوں میں اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتا اس لیے زیادہ عرصہ تک بیوی سے جنسی خواہش پوری کرنے کے لیے ضبط تولید کرنا۔

بچوں کی پیدائش سے عورت کا حسن و جمال ختم ہو جاتا ہے اس کو برقرار رکھنے کے لیے ضبط تولید کرنا۔ ۔زیادہ بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم وتربیت کے لیے انسان کو زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے اور اس کے لیے بعض اوقات وہ ناجائز ذرائع استعمال کرتا ہے اس مشقت کو کم کرنے کے لیے ضبط تولید کرنا۔ ہے۔ بعض اوقات سرجری سے بچہ پیدا ہوتا ہے، بیوی کو اس تکلیف سے بچانے کے لیے ضبط تولید کرنا۔

ضبط تولید کی واجب صورتیں:

ضبط تولید کے واجب ہونے کی آپ نے دو صورتیں بیان کی ہیں، جب پیٹ میں مزید سرجری کی گنجائش نہ رہے یا مزید بچہ پیدا ہونے سے عورت کی جان کو شدید خطرہ ہو تب ضبط تولید کرنا واجب ہے۔

ضبط تولید کا ممنوع طریقہ آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ مرد اپنی نس بندی کروالے مرد کا نس بندی کروانا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے جسم کا خود مالک نہیں ہے۔آپ نے مرد کی نس بندی کا فتوی صرف اس مرد کے لیے دیا ہے جو بے عقل ہو اور خطرہ ہو کہ وہ بڑا ہو کر جبراز نا کرے گا۔[19]

اس کے بعد علامہ سعیدی نے اسقاط حمل کی تحقیق کرتے ہوئے اس کی جائز اور ناجائز صورتیں بیان کی ہیں، اور اس کے متعلق مصری علماء اور مذاہب ائمہ اربعہ بیان کئے ہیں۔

اسی طرح دور جدید کے مسائل کو شرح کا حصہ بناتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدیؒ محکمہ موسمیات کی پیشین گوئی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔چونکہ پیشین گوئی کاہنوں اور جادوگروں کا کام ہے اور اس طرح سے کی گئی کمائی حرام کے زمرہ میں آتی ہے تو اس کی وضاحت میں علامہ صاحب لکھتے ہیں:

> سائنس دان جو کہ موسم کی پیش گوئی کرتے ہیں وہ بھی مستقبل کی خبر دیتے ہیں تو کیا ان کا یہ پیشہ اور کام کہانت کے علم میں ہے اور ناجائز ہے۔

علامہ سعیدی اس مسئلہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:۔

> میں کہتا ہوں: جو سائنسدان آلات کے ذریعہ موسم کی خبر دیتے ہیں اور پورے ایک ہفتہ کا موسم بیان کر دیتے ہیں کہ فلاں دن اتنا درجہ حرارت ہوگا اور فلاں دن اتنا درجہ حرارت ہوگا اور فلاں دن بارش ہوگی اور فلاں دن بارش نہیں ہوگی، یا آلات کے ذریعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ فلاں سال فلاں مہینے اور فلاں دن سورج گرہن ہوگا یا چاند گرہن ہوگا اور وقت بھی متعین کر دیتے ہیں اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے، کیونکہ یہ سائنسدان

غیب کا دعوی نہیں کرتے بلکہ سورج اور زمین کی حرکت اور ان کے درمیان زمین کے حائل ہونے یا نہ ہونے کی وجہ سے اور دیگر علامات کی وجہ سے یہ پیش گوئی کرتے ہیں اور یہ غیب کا دعوی نہیں کرتے اور ان کی دی ہوئی خبر قطعی اور یقین نہیں ہوتی بلکہ ظنی ہوتی ہے اور اس کی نظیر یہ ہے کہ جیسا کہ ایلو پیتھک دواؤں کے اوپر ایکسپائرڈ ڈیٹ لکھی ہوتی ہے کہ یہ دوا فلاں تاریخ تک قابل استعمال ہے، اس کے بعد یہ دوا قابل استعمال نہیں ہے تو میڈیکل سائنٹسٹ اپنے تجربات سے یہ پیشگوئی کرتے ہیں اور ان کی یہ پیشگوئی تقریبا سو فیصد ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے موسمی علامات اور سورج گرہن وغیرہ اور دواؤں کے متعلق ان کی خبروں پر عمل کرنا بھی کاہن کی خبروں پر عمل کرنے کے علم میں نہیں ہے۔" [20]

شارح علامہ سعیدی کے نزدیک یہ لوگ صرف علامات کی بناء پر پیشگی خبر دیتے ہیں اور ان علامات کو حقیقی سبب قرار نہیں دیتے اس لیے ان کی یہ خبر دینا جائز ہے۔

ادویات میں الکحل کے مسئلہ پر صاحب نعمۃ الباری کا موقف:

جیسا کہ مشہور ہے کہ ادویات سازی میں الکحل استعمال ہوتا ہے اور اسی طرح بہت سی خوشبو اور پرفیومز بھی الکحل کے بغیر نہیں بنتے اس لیے دور حاضر کے اس جدید مسئلہ پر بھی علامہ سعیدیؒ نے شرح میں وضاحت کی ہے اور لکھتے ہیں:

"ان تصریحات کی بناء پر میں یہ کہتا ہوں کہ ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک دواؤں سے علاج کرنا جائز ہے، ایلو پیتھک کی جو مائع دوائیں ہوتی ہیں اور شربت ہوتے ہیں، ان میں الکوحل کی معمولی مقدار ملی ہوئی ہوتی ہے اور ہومیو پیتھک دواؤں میں بھی الکوحل کی آمیزش ہوتی ہے اور دوا کی جتنی خوراک کی جاتی ہے، جو عموما چائے کے چمچے کے برابر ہوتی ہے۔ اگر یہ دو چچ صرف الکوحل ہوتی تو بھی یہ نشہ آور نہیں ہے، جب کہ الکوحل خمر نہیں ہے، اور اس دو چمچے کی مقدار میں الکوحل کے چند قطرات ہوتے ہیں، باقی دوسرے کیمیائی اجزاء ہوتے ہیں اور ان سے مخلوط ہونے کے بعد الکوحل اپنی طبیعت اور ماہیت پر باقی نہیں رہتی، جیسے خمر میں اگر نمک ڈال دیا جائے تو اس کی ماہیت بدل جاتی ہے اور وہ سرکہ بن جاتی ہے۔ لہٰذا اول تو دوا کی مجوزہ خوراک میں الکوحل کے چند قطرات ہوتے ہیں، جو کسی صورت میں نشہ آور نہیں ہیں، دوسرا یہ کہ اس میں دوسرے کیمیاوی اجزاء غالب مقدار میں موجود ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے الکوحل کی ماہیت بدل جاتی ہے۔ الکوحل کی اس کم مقدار کو دواؤں میں اس لیے شامل کیا جاتا ہے کہ وہ دیر تک محفوظ رہ سکیں اور خراب ہونے نہ پائیں" [21]

ان تمام مثالوں کے ذکر کے بعد علامہ سعیدی کا منہج اچھی طرح سے واضح ہوتا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ نئے مسائل کا حال معلوم کرنے کے لئے قرآن، حدیث اور فقہ کے ذخائر پر مل دسترس ہونے کے ساتھ اجتہادی بصیرت درکار ہوتی ہے۔

علامہ سعیدی اس صفت سے متصف ہیں اور یہ تمام حقیقی مسائل آپ کے وسعت مطالعہ اور فقہی بصیرت کے آئینہ دار ہیں۔ آپ نے مستند حوالہ جات کی روشنی میں بحث کی ہے اور اپنے موقف کو دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے۔ تمام مسائل کا حل آپ نے انسانی مصالح اور حالات زمانہ کی رعایت رکھتے ہوئے پیش کیا ہے۔ تمام مسائل پر بحث کرتے ہوئے آپ نے سہل زبان اور عام فہم اسلوب اختیار کیا ہے جس کی وجہ سے عام لوگ اس سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں، اسی طرح مستند حوالہ جات کی روشنی میں مدلل بحث نے اس کو اہل علم کے لئے انتہائی مفید بنا دیا ہے۔

جدید فقہی مسائل کے استنباط میں شارحین کے منہج کا تقابلی جائزہ:

اوپر ماقبل میں دونوں شارحین کے منہج واسلوب نہایت تفصیل کے ساتھ اور مثالوں سے لکھا گیا ہے دونوں شروحات کے جدید مسائل پر جو انداز اور اسلوب ہے اس کی وضاحت کی گئی ہے لیکن تقابلی طور پر اگر دیکھا جائے تو کشف الباری عما فی صحیح البخاری کی نسبت نعمۃ الباری فی شرح صحیح بخاری میں جدید مسائل کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے اپنی آراء کو خوب تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

علامہ سعیدیؒ شرح میں فقہی احکام ومسائل پر خوب بحث فرماتے ہیں بعض اوقات فقہاء کے اقوال اور دلائل بھی ذکر فرماتے ہیں۔ نیز مختلف مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے علماء، فقہاء اور محدثین کے اقوال ودلائل ذکر کرکے ان کے درمیان محاکمہ بھی فرمایا ہے۔

اسی طرح ہی مولانا سلیم اللہ خان نے ہر پہلو پر بحث فرمائی ہے خصوصا فقہی احکام ومسائل پر تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔ فقہاء معروف وغیر معروف تمام کے اقوال اور دلائل ذکر کیے ہیں۔ فقہاء اور محدثین کے اقوال ودلائل کے درمیان محاکمہ فرماتے ہوئے خوب جائزہ لیا ہے۔

نتائج البحث:

کشف الباری عما فی صحیح البخاری اور نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری عصر حاضر کی مشہور شروحات میں شمار کی جاتی ہیں۔ کشف الباری میں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان نے جو منہج اپنایا ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ ترجمۃ الباب کی مفصل اور قابل اعتماد تشریح، ترجمۃ الباب اور احادیث کے درمیان مطابقت کے لیے نفیس توجیہات، ترجمۃ الباب کا ماقبل ومابعد سے ربط، متشابہ تراجم میں فرق کی وضاحت، راویانِ حدیث میں سے ہر راوی کا بقدرِ ضرورت تعارف، جن راویوں کے ناموں میں اشتباہ پیش آتا ہے اس کی وضاحت، جن راویوں سے صحیح بخاری میں صرف ایک یا دو روایت مروی ہیں ایسے راویوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اُن روایات کی بھی نشاندہی، رجالِ بخاری میں سے جن حضرات پر محدثین نے کلام کیا ہے اس کا علمی طور پر منصفانہ جائزہ، حدیث کے معنی کی قابلِ اعتماد دلنشیں وضاحت، روایاتِ مکررہ پر تنبیہ کہ آیا سند ومتن کے اتحاد کے ساتھ تکرار ہوا ہے یا ان دونوں میں سے کسی کے اختلاف کے ساتھ، مذاہبِ فقہاء کے استقصاء کا اہتمام اور ان کی تنقیح، فقہی مذاہب کے بیان کے لیے اصل ماخذ کے حوالے کا اہتمام، مسائل فقہیہ کی آسان طریقے پر تفہیم وتشریح، فقہاء ومحدثین کے اقوالِ مختلفہ کے درمیان محاکمہ، سند میں "تحویل" کے آجانے کی صورت میں یہ اہتمام کہ یہاں جو حدیث مذکور ہے وہ سندِ اول کی روایت ہے یا سندِ ثانی کی، نیز اس بات کی تصریح کہ دوسری سند جس کی روایت یہاں مذکور نہیں اس کو مصنف نے کہاں بیان کیا ہے۔

علامہ سعیدیؒ نے اپنی شرح میں ان خصوصیات کو مدنظر رکھا ہے۔ عام طور پر کتب احادیث کے تراجم اور اُردو شروح میں سند حدیث کا ترجمہ نہیں کیا جاتا، لیکن اس شرح میں "صحیح بخاری" کی ہر حدیث کی سند کا مکمل ترجمہ کیا ہے، سند کے رجال کا مکمل تعارف پیش کیا ہے، سند حدیث میں جس صحابی کا پہلی بار نام آیا، اس کے کوائف اور اس کا سن وفات ذکر کیا ہے، امام بخاری نے حدیث کا جو عنوان ذکر کیا ہے، اس کی وضاحت کی ہے، اس کا لغوی اور شرعی معنی بیان کیا ہے اور اس عنوان کی عنوان سابق کے تحت مناسبت بیان کی ہے، باب کے عنوان کی حدیث کے ساتھ مناسبت بیان کی ہے، امام بخاری نے باب کے عنوان میں جو قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں، ان کی تفسیر معتمد کتب تفسیر سے باحوالہ بیان کی ہے، امام بخاری نے جو تعلیقات ذکر کی ہیں، ان

کی اصل حدیث، جلد، صفحہ یا حدیث نمبر کے اعتبار سے باحوالہ بیان کی ہیں، تعلیقات کی بھی کہیں مفصل اور کہیں بہ قدر ضرورت تشریح کی ہے، صحیح بخاری کی ہر حدیث کی مکمل تخریج کی ہے اور تمام احادیث کو باحوالہ بیان کیا ہے، صحیح بخاری کی حدیث کی مؤید دیگر احادیث باحوالہ بیان کی ہیں، جس جگہ ضروری ہوا وہاں الفاظِ حدیث کے اختلاف کو بھی باحوالہ بیان کیا ہے، حدیث کی تشریح میں جن احادیث کو ذکر کیا ہے ان کے بھی حوالہ جات بیان کیے ہیں، استنباط مسائل کے ضمن میں مذاہب ائمہ ان کے دلائل کے ساتھ بیان کیے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تائید میں یہ کثرت دلائل ذکر کیے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر جہاں علامہ ابن بطال مالکیؒ، علامہ ابن قدامہ حنبلی یا حافظ ابن حجر عسقلانی نے اعتراضات کیے ہیں، ان کے مستحکم جوابات دیے ہیں۔

سفارشات:

اس تحقیقی بحث کے نتیجے میں علوم اسلامیہ کے طلباء اور محققین کے لئے درج ذیل تجاویز اور سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1. جن مسائل میں شیخ سلیم اللہ خان اور علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے ان آراء کو یکجا کر کے ان کا اگر علمی جائزہ پیش کیا جائے تو یہ لائبریری میں ایک علمی اضافہ ہوگا۔
2. مولانا سلیم اللہ خان نے اپنی شرح میں مختلف مسائل کے ضمن میں علم حدیث سے متعلق بہت سے قواعد اور اصول بیان کیے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ان اصول و قواعد کو تلاش کر کے انہیں علیحدہ شائع کیا جائے تو یہ علمی کام تخصص فی الحدیث کے طلباء کے لئے فائدہ مند ہوگا۔
3. طلباء کو کشف الباری اور نعمۃ الباری کا دوسری شروحات کے ساتھ بھی تقابلی انداز میں تحقیقی کام دے دینا چاہیے تاکہ شارحین بخاری کی علمی خدمات اجاگر ہو سکیں اور طلباء حدیث اور اہل علم اس سے استفادہ کر سکیں۔
4. دونوں شیوخ کے باقی تصنیفات پر بھی ایم۔ افل یا پی ایچ۔ڈی لیول کا تحقیقی کام دے دیا جائے تاکہ اہل علم ان کے علمی کام سے مستفید ہو سکیں۔
5. کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری میں بہت سی جگہوں پر عربی اشعار آتے ہیں ان پر عربی محققین دراسۃ بلاغیہ کر سکتے ہیں۔
6. طلباء کو مختلف فقہی مذاہب اور مسالک کی شروحات پر تقابلی انداز میں تحقیق کام دینا چاہیے تاکہ طلباء کے درمیان وسعت نظری، ہم آہنگی اور رواداری کی فضاء قائم ہو سکیں اور وسعت مطالعہ بھی پیدا ہو سکیں۔
7. دونوں شروحات کے متفقات پر کام کروا کر دونوں مسالک کے درمیان ہم آہنگی کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] ۔النساء،الآیۃ:83

Al Nisā,, Al Āyah: 83

[2] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، ناشر: مکتبۃ البشری کراچی، رقم الحدیث،262

Bukhārī, Muḥmmad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ Bukhārī, (Nāshir: Maktabah al Bushrā, Karachi, Ḥadīth No: 262

[3] ۔ سلیم اللہ خان، کشف الباری عمّا فی صحیح البخاری، ناشر: ادارۃ الفاروق کراچی، ج،1، ص:327

Salīmullāh Khān, Kashf al Bārī 'Ammā Fī Ṣaḥīḥ al Bukhārī, (Nāshir: Idārah al Fārūq, Karachi), Vol:1,P:327

[4] ۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث،374

Ṣaḥīḥ Bukharī, Ḥadīth No: 374

[5] ۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، ناشر: مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ :1413ھ،ج،2، ص:484

Ibn Ḥajar 'Asqalānī, Aḥmad bin 'Alī, Fatḥ al Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al Bukhārī, (Nāshir: Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1413ah), Vol:2,P:484

[6] ۔ کشف الباری عمافی صحیح البخاری، ج،1، ص:512

Kashf al Bārī 'Ammā Fī Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Vol:1, P:512

[7] ۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث،5357

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No: 5357

[8] ۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ناشر: مکتبہ نزار مصطفی الباز، کتاب الجہاد والسیر، ص:964

Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Nāshir: Maktabah Nazār Muṣṭafā al Bāz), P:964

[9] ۔غزالی، محمد بن محمد، احیاء العلوم (اردو ترجمہ)، ناشر: دارالاشاعت کراچی، ج4،ص:343-344

Ghazālī, Muḥmmad bin Muḥmmad, Iḥyā, al Ulūm (Urdū Tarjamah), (Nāshir: Dār al Ishā'at Karachi), Vol:4,P:343, 344

[10] ۔کشف الباری عمافی صحیح البخاری، ج4، ص:45

Kashf al Bārī 'Ammā Fī Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Vol:4, P:45

[11] ۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، رقم الحدیث،5725

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No: 5725

[12] ۔عینی، بدر الدین بن احمد، عمدۃ القاری، مطبوعہ: ادارۃ الطباعۃ المیسریۃ، مصر، الطبعۃ الاولی:1348ھ،ج،10، ص616

'Aynī, Badr al Dīn bin Aḥmad, 'Umdah al Qārī, (Nāshir: Idārah al Ṭabā'ah al Maysariyyah, Egypt, 1348ah), Vol:10, P:616

[13] ۔کشف الباری، کتاب الطب، ص37

Kashf al Bārī 'Ammā Fī Ṣaḥīḥ al Bukhārī, P:37

[14] ۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، شرح صحیح مسلم، ناشر: فرید بک سٹال، لاہور، سن اشاعت:2006ء،ج،1، ص:38

Sa'īdī, 'Allāmah Ghulām Rasūl, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim, (Nāshir: Farī Book Stall, Lahore, 2006ac), Vol:1, P;38

[15] ۔سعیدی، شرح صحیح مسلم، ج،1، ص:38

Sa'īdī, Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim, Vol:1, P:38

[16] ۔ صحیح بخاری، رقم الحدیث،374

Ṣaḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No: 374

[17]۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، تبیان القرآن، ناشر: ضیاالقرآن پبلی کیشنز، لاہور، سن اشاعت: 2012ء، جلد 2، ص: 108

Sa´īdī, ´Allāmah Ghulām Rasūl, Tibyān al Qurān, (Nāshir: Ḍiyā al Qurān Publications, Lahore,2012ac), Vol:2, P:108

[18]۔ نعمۃ الباری، جلد 9، ص: 669

Ni´matul Bārī, Vol:9, P:669

[19]۔ نعمۃ الباری، جلد 2، ص: 108

Ni´matul Bārī, Vol:2, P:108

[20]۔ ۔ نعمۃ الباری، جلد 10، ص: 827

Ni´matul Bārī, Vol:10, P:827

[21]۔ نعمۃ الباری، جلد 10، ص: 835

Ni´matul Bārī, Vol:10, P:835